ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

Surrogacy: Types and Derivation of Sharia Rules

رحم مادر کو مستعار لینے کی مختلف صورتیں۔ احکام واستنباط مسائل

(1) Dr. Muhammad Samiullah

Assistant Professor

Islamic Thought & Civilization,

University of Management & Technology, Lahore

muhammad.samiullah@umt.edu.pk

(2) Dr. Hassan Shakeel Shah

Associate Professor

Islamic Thought & Civilization,

University of Management & Technology, Lahore

Abstract

Progeny is a serious issue in family matters. Indeed, posterity is a basic matter of course among human beings. The extraordinary development of medical science in the last few decades and paramount researches regarding artificial techniques to become a parent raise several questions among bioethicist and theologians. These techniques are not only related with science or medical field, but as a matter of fact, it involves many bioethical, religious and law related challenges. This article, therefore, seeks to explicate a very modern mean of treat infertility called surrogacy and surrogate mother according to Islamic jurisprudence in the light of contemporary theological arguments. Although the main point is to elaborate the status and position of surrogacy according to the Islamic perspective. Moreover, other relevant points are also discussed. The article looks at the pertinent problems faced by the society regarding the application of such artificial techniques.

Key words: Progeny, infertility, artificial techniques, surrogacy, Islamic perspective, contemporary Islamic law.

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک نعمت اولاد ہے۔ اولاد انسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ انھیں پاکر وہ خوشی محسوس کرتا ہے، ان کے دم سے اس کی زندگی کی رنگینیاں قائم رہتی ہیں۔ ان کی کفالت کے لیے معاشی جدوجہد کرنا اس پر بار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ وہ بعض انسانوں کو اولاد عطا کرتا ہے اور بعض کو کسی مصلحت یا آزمائش کے مقصد سے اس سے محروم رکھتا ہے۔

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سورۃ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ o اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۔[1]

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے باوجود بھی اولاد کی خواہش ایک ایسی چیز ہے جس کے حصول کے لیے انسان اپنی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، زمانہ قدیم میں وہ زوجین جو کسی بھی وجہ سے اولاد کی نعمت سے محروم رہتے تھے، اپنے کسی محرم رشتہ دار یا باہر سے کوئی بچہ لے کر اس کی پرورش کیا کرتے۔ لیکن موجودہ دور میں پچھلی کچھ دہائیوں میں میڈیکل سائنس کی غیر معمولی ترقی اور نت نئے میدانوں میں کامیابی کے نتیجے میں ایسے بہت سے بے اولاد حضرات میں بھی صاحب اولاد ہونے کی امید جاگی، مختلف تجربات اور طریقوں کے ذریعہ بے اولادی کی شرح میں کمی لانے کی کوشش کی گئی۔ ان میں سے ہی ایک طریقہ رحم مادر کو مستعار لینا ہے یا اجرت پر رحم کو حاصل کرنا ہے۔ اسکی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جا سکتی ہے:

هو تلقيح ماء رجل(النطفة)بما امرأة (البويضة) تلقيحاً خارجياً في وعاء اختيار ثم زرع هذه البويضة الملحقة(اللقيحة)في رحم امراة أخرى تتطوع بحملها حتى ولادة الجنين أو مقابل۔[2]

اس طریقے کی مختصر وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ جب خاوند کی منی (sperms) بالکل ٹھیک ہو، اور بیوی کا انڈہ یا بیضہ بھی بالکل ٹھیک اور وقت پر پیدا ہو رہا ہو، لیکن یا تو خاتون کے اندر رحم ہی موجود نہ ہو جس میں بیضہ کے فرٹیلائز ہونے کے بعد جنین کی نشوونما کی جا سکے یا پھر اس میں کوئی ایسی خرابی پائی جائے جو جنین کی پرورش میں رکاوٹ ہو، تو ایسے میں خاوند کے سپرم لے کر ان کو بیوی کے بیضہ کے ساتھ مصنوعی طور پر بارآور کر کے کسی اور عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جائے، وہ عورت، حمل اور وضع حمل کی تکالیف کو برداشت کرے اور پھر پیدائش کے بعد اس بچہ کو ان کے حوالہ کر دے۔

اس کے لیے عربی میں الرحم الظئر، الرحم المستعار، مؤجرات البطون، الا م البديلة، المضيفة، الحاضنه، الام بالوكالة کی اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔[3] جب کہ انگریزی میں اس کو Alternative Mother, Rental Womb, Surrogate Mother۔ جیسے نام بھی دیئے جاتے ہیں۔[4]

تاریخی پس منظر

---

[1] الشوریٰ:49۔50

[2] د. هند الخولی, **تاجير الارحام فى الفقه الاسلامى**، ،مجلة جامعة دمشق للعلوم الاقتصادية والقانونية ،جلد: ۲۷ ،شمارہ ۳، ۲۰۱۱ء ،ص:۲۷۷

[3] ایضاً

[4] http://www.merriam-webster.com/dictionary/surrogatemother

https://legal-dictionary.thefreedictionary.com/surrogacy

تفصیل سے پڑھنے کے لیے دیکھیں:

Schenker, Joseph G., Ethical Dilemmas in Assisted Reproductive Technologies, pg:149, Hubert & co,Berlin, 2011.
E Sills, E. Scott, Handbook of Gestational Surrogacy, pg233, Cambridge university press,2016.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

بانجھ پن کے علاج کے لیے کی جانے والی کوششوں میں کامیابی کا آغاز انیسویں صدی کے آخری ربع سے ہوتا ہے جب 1884ء میں ایک امریکی ڈاکٹر William Pan coast نے پہلی مرتبہ اپنے ایک شاگرد کا مادہ منویہ استعمال کرتے ہوئے اپنی ایک مریض کو بارآور کیا۔

1954 میں پہلی دفعہ محفوظ کیے گئے نطفہ (frozen sperm) سے حمل ٹھہرانے کا کامیاب ترین تجربہ کیا گیا۔

1968 میں Robert Edward اور اسکے ساتھیوں نے ایک عورت کے انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کرنے کا تجربہ کیا۔

1971 میں نیویارک میں تجارتی بنیادوں پر مادہ منویہ کی ذخیرہ اندوزی کا پہلا مرکز (sperm bank) قائم ہوا۔ 1977 میں پہلا بیرون رحم ٹیسٹ ٹیوب یعنی I.V.F(In Vitro Fertilization) کا کامیاب تجربہ کیا گیا لیکن بچہ کی پیدائش عمل میں نہ لا سکی۔

1978 میں انگلینڈ میں لوئیس براؤن نے یہی تجربہ کیا، اس کے نتیجہ میں پہلی ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی پیدائش ہوئی۔ 1980ء اور 1981ء میں بالترتیب آسٹریلیا اور امریکہ میں ٹیسٹ ٹیوب بچوں کی پیدائش عمل میں آئی۔

1984 میں پہلی مرتبہ عطیہ کئے گئے انڈوں سے حمل کا تجربہ کیا گیا اور بچہ کی پیدائش بھی عمل میں آئی۔ 1985ء میں امریکا میں قائم مقام مادریت کا پہلا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ ایک عورت نے اپنا بیضہ اور رحم دونوں اس کام کے لیے پیش کیے۔ ایک مرد کے نطفے سے اس کے بیضے کو مخلوط کر کے اسی کے رحم میں استقرار حمل کا کام انجام پایا۔ اگلے سال اس سے ایک بچی پیدا ہوئی جس کو baby M کا نام دیا گیا۔

اس کے بعد سے بہت تیزی سے پوری دنیا میں اس تکنیک کا استعمال کیا جانے لگا یہاں تک کہ محض 2003 تک اس طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے ایک ملین بچوں کی پیدائش عمل میں لائی جا چکی تھی جس میں 35 ہزار بچوں کا تعلق امریکہ سے تھا۔[5]

رحم مادر کو کسی اور کے بیضہ کی پرورش کے لیے پیش کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو وہ عورت اپنا رحم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر دے اور کوئی اجرت طلب نہ کرے، یا پھر وہ اپنے رحم کو اس مقصد کے لیے پیش کرے اور ایک خاص معاوضہ طلب کرے۔ اسی بنیاد پر مغرب اور ہندوستان میں اس چیز نے ایک منافع بخش کاروبار کی شکل اختیار کر لی ہے، جو عورتیں خود اس کے لیے پیش کرتی ہیں وہ اس پر بھاری معاوضہ بھی طلب کرتی ہیں۔ امریکہ میں اس تکنیک سے بچہ حاصل کرنے پر اسی ہزار سے ایک لاکھ امریکی ڈالر تک کا صرفہ آتا ہے۔ جب کہ عالمی لحاظ سے ہندوستان اس میں سرفہرست ہے کیونکہ اس میں یہی کام 15 سے 20 ہزار ڈالر دے کر بھی کرایا جا سکتا ہے۔ اس چیز نے ہندوستان میں ایک انڈسٹری کی شکل اختیار کر لی ہے، جسے fertility Tourism Industry کا نام دیا گیا ہے۔ اس کا شمار بہت تیزی سے ترقی کرنے والی انڈسٹریز میں ہونے لگا ہے۔ 2011ء کے ایک سروے کے مطابق اس انڈسٹری میں بیس بلین روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ اس صورتحال نے ہندوستان کو Surrogacy Capital of the world کا درجہ دے دیا ہے [5]

قائم مقام مادریت، مختلف صورتیں:

مؤجرات البطون یعنی ایک عورت کے رحم کو کسی دوسری عورت کے بیضہ کی بارآوری کے لیے استعمال میں لانے کی مختلف صورتیں قرار دی جا سکتی ہیں:

---

[5] Theresa M.Ericksong, **Surrogacy and Embryo ,Sperm and egg donation: What were you thinking**, (I, Universe, Ink, New York Bloomington, 2010),pg:6

Robert E. Oliphant, Nancy Ver Steegh, Family Law,pg:340, wolters Kluwer,aspean publishers,USA,2007.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

- أن یجری تلقیح خارجی فی وعاء اختیار بین بذرتی زوجین ، ثم تزرع اللقیحة فی رحم امرأة تتطوع بحملها۔[6]

یعنی شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پر تلقیح کی جائے پھر لقیحے کو کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھ کر استقرار حمل کی کوشش کرنا۔ اس قسم کی تاجیر الارحام کو traditional surrogacy کہا جاتا ہے۔[7]

- ھی ذاتها الصورة السابقہ، ولکن تکون المتطوعة بالحمل ھی زوجة ثانیة للزوج صاحب النطفة فتتطوع لها ضرتها لحمل اللقیحة عنها۔[8]

یہ بھی پہلی صورت کی طرح ہی ہے لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے نطفہ اور بیضہ کے لقیحے کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

- بیوی سے بیضہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ شادی شدہ جوڑا اولاد کے لیے کسی دوسری عورت کی خدمات حاصل کرتا ہے، تاکہ شوہر کا نطفہ اس (دوسری عورت) کے بیضہ سے مل کر بہ صورت جنین اس کے رحم میں پرورش پائے۔ اسے gestational Surrogacy کا نام دیا جاتا ہے۔[9]
- بیضہ، بیوی کا ہو لیکن نطفہ شوہر کا نہ ہو۔ اسپرم بینک سے اپنی پسند کا کوئی نطفہ حاصل کر کے اور اسے بیضہ سے بارآور کرا کے استقرار حمل کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھوایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تب استعمال کیا جاتا جب شوہر باپ نہ بن سکتا ہو اور بیوی استقرار حمل کے قابل نہ ہو، البتہ اس کا بیضہ مقررہ وقت میں بنتا ہو۔
- نہ تو مادہ منویہ شوہر کا ہو اور نہ بیضہ بیوی کا۔ کسی اور مرد کا نطفہ اور کسی دوسری عورت کا بیضہ کو ملایا جائے اور تیسری عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اسپرم بینک اور ایگز کو محفوظ کرنے کے ادارے بھی قائم کیے گئے ہیں۔ ان کو بالترتیب Partial(genetic)surrogacy اور full surrogacy (non-genetic) کا نام دیا جاتا ہے۔[10]

رحم مستعار سے متعلق اسلامی نقطہ نظر۔ آراء علماء کرام:

اگر اسلام کی عائلی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے رحم مستعار کے جواز اور عدم جواز پر بات کی جائے تو اس بات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اس طریقہ میں مجموعی طور پر منافع سے زیادہ مفاسد کا حصول ہوتا ہے، دینی، اخلاقی، تہذیبی اور شرعی اعتبار سے یہ معاملہ اصلاً خرابی کو ہی لیے ہوئے ہے، درج ذیل سطور میں اسلامی نقطہ نگاہ کے ماتحت قائم مقام مادریت کے جواز و عدم جواز پر بحث کی جائے گی۔

قرآن کی روشنی میں:

اسلام نے نسل انسانی کی افزائش کا ذریعہ میاں، بیوی کو بنایا ہے۔ اور اس کے لیے نکاح کی شرط عائد کی ہے قرآن حکیم میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً [11]

---

[6] محمد رضی الاسلام ندوی، ڈاکٹر، **رحم مادر کا اجرت پر حصول۔ اسلام کا نقطہ نظر**، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، مدیر: جلال الدین عمری، سید، جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۳ء، جلد: ۳۲، شمارہ: ۳، ص: ۰۶

[7] Charles P. Kindregan, Maureen McBrien, Assisted Reproductive Technology,(ABA,Publishers, USA,2006),Pg:130

[8] محمد خالد منصور، الدکتور، **الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی**، دار لنفائس، للنشر والتوزیع، الاردن، ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء، ص: ۱۰۰

[9] Assisted Reproductive Technology, pg: 132

[10] Bentley,Gillian R. Substitute Parents, Berghahn Books,new York, 2009, pg:213

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور دونوں سے کثیر مرد و عورت پھیلائے۔

شوہر کا نطفہ (Sperm) گویا بیج اور بیوی کا رحم اس کے استقرار و نمو کے لئے زمین ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے :

نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ [12]

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہارے کھیت ہیں تو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو۔

اسلام کی اس تعلیم کی رو سے رحم مستعار کے معاملہ کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے۔

حدیث رسول ﷺ کے تحت:

کسی مرد کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بیج (نطفہ) کو دوسرے کی زمین (بیوی کے رحم) میں ڈالے اور یہ بھی حلال نہیں کہ دوسرے کی کھیتی (جنین) کو اپنے پانی (منی) سے سیراب کرے۔ اسلامی شریعت نے اس بات کی بالکل بھی اجازت نہیں دی کہ کہ کسی ایسی عورت کو اپنا نطفہ دے جس سے وہ رشتہ ازدواج نہ رکھتا ہو۔

حضرت رویفع بن ثابت سے مروی ہے:

لا يحل لامرى يومن بالله واليوم الآخر ان يسفى ماوه زرع غيره۔[13]

ترجمہ: کسی شخص کے لیے، جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں ہے کہ اپنے پانی (یعنی مادہ تولید) سے کسی دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے (یعنی غیر عورت سے مباشرت کرے)۔

قواعد کلیہ کی روشنی میں:

1۔ قاعدہ کلیہ ہے **الاصل فی الابضاع التحریم** ← ابضاع جمع ہے بضع کی جس کا معنی ہے فرج یا شرم گاہ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ جنسی تعلق کی اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہے اور اس کو جائز نکاح کرتا ہے۔ علامہ وھبہ الزحیلی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والمراد بالقاعده: ان المراة المقصودة للزواج الاصل فيها تحريمها على الرجال۔ويدخل فيها كل نواحى الاستمتاع بالمراة۔ [14]

الدکتور محمد رفت عثمان نے استئجار الارحام کی بحث میں اس قاعدہ کو استعمال کرتے ہوئے کہا ہے:

فلا دباح البضع الا بعقد زواج صحيح كما نص الشرع ، ومعلوم ان الرحم تابع للبضع۔والقاعدة الفقهية تقول : "التابع تابع" فكما ان البضع لايحل الا بعقد شرعى فكذلك الرحم شغله بحمل غير الحمل الناتج عن الزواج، فهو باق على اصل التحريم۔[15]

---

[11] النساء:۱۰

[12] لبقرۃ:۲۲۳

[13] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، *السنن*، کتاب النکاح، باب: فی وطی اسبایا، رقم الحدیث: ۲۱۵۸؛ بیت الافکار الدولیۃ، عمان، ۱۹۹۹ء ص:۲۴۵ ؛ الترمذی، محمد بن عیسی، ***الجامع***، کتاب النکاح، باب: ماجاء فی الرجال یشتری لجاریۃ وھی حامل، رقم الحدیث: ۱۱۳۱، بیت الافکار الدولیۃ، عمان، ۱۹۹۹ء، ص۲۰۰

[14] وھبہ الزحیلی، د،، **اصول الفقہ الاسلامی**، دار الفکر، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء، ۱/ ۱۱۵۲

[15] بحوالہد. ھند الخولی, **تاجیر الارحام فی الفقہ الاسلامی**، ص:۲۸۶؛ د۔ کریمۃ عبود جر، **استئجار الارحام والآثار المترتبة عليه**، مجلة ابحاث كليه التربية الاساسية، جامعة الموصل، مجلد:۹، عدد:۳، ۲۰۱۰، ص: ۲۴۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

یعنی بضع (شرم گاہ) نکاح کے بغیر حلال نہیں جیسا کہ نص شرعی سے ثابت ہے، اور ہمیں معلوم ہے کہ رحم، تابع ہے بضع کے، ایک اور قاعدہ فقیہہ "التابع تابع" (اس قاعدہ کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز کے تابع Ancillary ہو وہ حکم میں بھی اس کے تابع رہتی ہے) کے تحت اگر بضع حلال نہیں ہو سکتی نکاح شرعی کے بناء تو رحم بھی نہیں ہو سکتا (کیونکہ رحم فرج کے تابع ہے) پس ایک رحم کا کام یہ ہے کہ اس میں استقرار حمل ہو نکاح شرعی کے نتیجہ میں۔ اور اصل میں اس کی حرمت برقرار رہے گی (یعنی وہ صرف شادی کے نتیجہ میں حلال قرار پایا)

2۔ قاعدہ: درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح یعنی مفاسد کو دور کرنا حصول منفعت پر مقدم ہے۔ کی رو سے بھی رحم مستعار کے طریقہ سے استقرار حمل کے عدم جواز کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ اس سے اولاد کا حصول ہونا تو اس طرح ممکن نہیں جتنا نسب کے اختلاط کا شبہ قوی ہے۔[16]

علماء کرام کی آراء کی روشنی میں:

ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> رحم کی کرایہ داری کی جو صورتیں رائج ہیں ان میں دینی و شرعی اعتبار سے بڑے مفاسد پائے جاتے ہیں، قرآن میں اہل ایمان مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ جو عورت اپنے رحم میں کسی غیر مرد کے بارآور نطفہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس حکم کو پامال کرتی ہے۔ اسی طرح اسلام نے توالد و تناسل کو نکاح کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ اس تکنیک کے ذریعے جو عورت اپنے رحم میں کسی مرد کے نطفے کا استقرار کرواتی ہے، اس سے اس کا ازدواجی رشتہ نہیں ہوتا۔ اسلام نے نسب کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے، جب کہ اس تکنیک کو اختیار کرنے سے اختلاط نسب کا قوی شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔[17]

اسی طرح دارالافتاء جامعہ بنوریہ، کراچی کے مطابق:

> مذکورہ صورت میں چونکہ میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حاصل ہونے والے علقہ کی مزید پرورش کے لیے کسی اجنبی عورت کے رحم کو بطور عاریت کے استعمال کیا جاتا ہے جو کہ ایک غیر فطری عمل ہونے کے ساتھ ساتھ شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اس طریقہ سے اولاد حاصل کرنے سے احتراز لازم ہے۔[18]

---

[16] ایضاً

[17] محمد رضی الاسلام ندوی، ڈاکٹر، **رحم مادر کا اجرت پر حصول۔ اسلام کا نقطہ نظر**، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، مدیر: جلال الدین عمری، سید، جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۳، جلد: ۳۲، شمارہ: ۳، ص: ۱۵

[18] فتوی نمبر: ۴۱۰۹۶، بتاریخ: ۲ ستمبر ۲۰۰۹ء

عکس فتویٰ

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

بین الاقوامی فقہ اکیڈمیوں کی رائے:

بین الاقوامی جتنی بھی فقہ کی اکیڈمیاں قائم ہیں ان سب کے مطابق بھی اس طریقہ کی اکثر صورتیں حرام ہیں،المنظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ کے فیصلہ کے مطابق:

بحرم استخدام طرف ثالث فی عملیۃ الحمل سواء کان الموضوع سائلاً منویاً أم بویضۃ أم جنیناً
والطرف الثالث سواء عن طریق التاجیر أو التبرع أو التفضل۔[19]

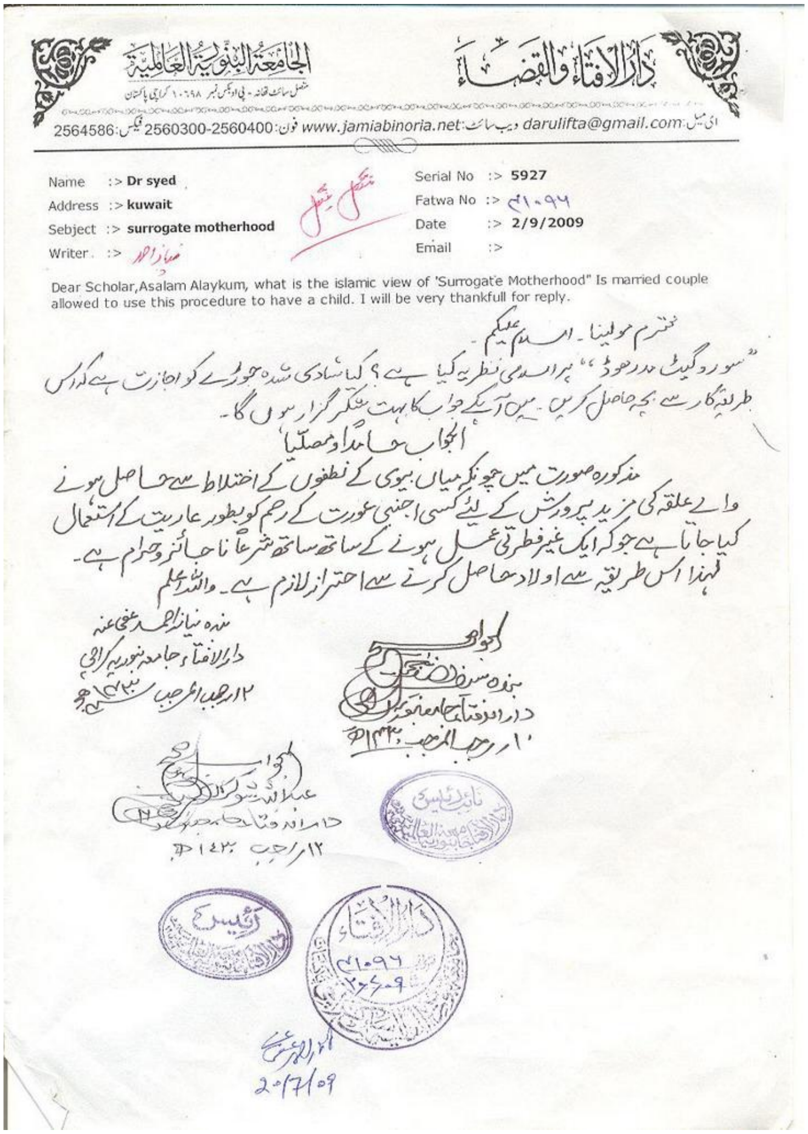

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ — دار الافتاء والقضاء

2564586:فیکس 2560300-2560400:فون www.jamiabinoria.net:ویب سائٹ darulifta@gmail.com:ای میل

Name :> Dr syed
Address :> kuwait
Sebject :> surrogate motherhood
Writer :>

Serial No :> 5927
Fatwa No :> ۱۰۹۶م
Date :> 2/9/2009
Email :>

Dear Scholar,Asalam Alaykum, what is the islamic view of 'Surrogate Motherhood" Is married couple allowed to use this procedure to have a child. I will be very thankfull for reply.

محترم مولینا۔ السلام علیکم۔
"سوروگیٹ مدرھوڈ" پر اسلامی نظریہ کیا ہے؟ کیا شادی شدہ جوڑے کو اجازت ہے کہ اس طریقہ کار سے بچہ حاصل کریں۔ میں آپکے جواب کا بہت شکر گزار ہوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مذکورہ صورت میں چونکہ میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حاصل ہونے والے علقہ کی مزید پرورش کے لئے کسی اجنبی عورت کے رحم کو بطور عاریت کے استعمال کیا جاتا ہے جو کہ ایک غیر فطرتی عمل ہونے کے ساتھ ساتھ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔
لہذا اس طریقہ سے اولاد حاصل کرنے سے احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم

بندہ نیاز احمد عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی

الجواب صحیح

2-7-09

[19] المنظمۃ الاسلامی للعلوم الطبیۃ:ندوۃ الانجاب فی ضوء الاسلام،ص:۳۸۴،الکویت،۱۹۸۳ء

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

یعنی اس بات پر اتفاق ہوا کہ اگر کسی بھی تیسری طرف سے ایسا اختلاط ہوتا ہے، خواہ وہ منی کی شکل میں ہو، خواہ بیضہ کی شکل میں ہو خواہ جنین کی شکل میں ہو اور خواہ رحم کی شکل میں ہو تو یہ حرام ہے۔ اور چاہے یہ اجرت پر ہو یا نیکی کے لیے ہو یا مہربانی کے جذبہ کے تحت ہو جائز نہیں۔

تنظیم اسلامی کانفرنس کی زیر نگرانی قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے تیسرے اجلاس (منعقدہ عمان، مورخہ 8 تا 13 صفر 1407ھ/1986ء) میں متفقہ طور پر مذکورہ بالا پانچ کی پانچ صورتوں کو حرام قرار دیا گیا۔ اور ان صورتوں کو جائز کہا گیا جس میں کسی اور کے رحم کو استعمال میں نہ لایا جائے بلکہ اسی عورت کے رحم میں اس علقہ کو رکھ دیا جائے۔[20]

مجمع الفقھی الاسلامی مکۃ المکرمۃ تابع رابطۃ العالم الاسلامی (رابطہ عالم اسلامی کی زیر نگرانی قائم اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ) کے آٹھویں اجلاس (منعقدہ 28 ربیع الثانی تا 7 جمادی الاولی 1405ھ/1985) [21]

اور الجنۃ الطبیۃ الفقہیۃ الدائمۃ فی الاردن کے فتاویٰ کے مطابق بھی موجرات البطون کی صورت میں استقرار حمل ناجائز ہے۔ [22]

جواز کے دلائل:

اس متعلق اڈاکٹر عبد المعطی بیومی (رکن مجمع البحوث الاسلامیہ و سابق پرنسپل کلیۃ اصول الدین جامعۃ الازھر، مصر) ایک شاذ رائے کے حامل، ان کے مطابق بعض شرائط کے تحت اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ شوہر اور بیوی کے نطفہ و بیضہ کے مرکب کو کسی اور عورت کے رحم میں رکھا جائے اور وہ جنین کی پرورش کر کے اس کو ان کے حوالے کر دے۔ انہوں اس سارے معاملے کو رضاع پر قیاس کیا ہے۔ اور اس پر اجرت لینے کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے۔[23]

رحم مستعار کی ایک خاص صورت:

اگر ایک مرد کی دو یا دو سے زائد بیویاں ہوں۔ جن میں سے کوئی ایک بانجھ ہے۔ اس بانجھ عورت کا بیضہ حاصل کر کے ٹیسٹ ٹیوب میں مرد کا نطفہ شامل کر کے کسی تندرست بیوی کے رحم میں یہ نطفہ امشاج رکھ دیا جائے۔ یا اس کے برعکس یعنی اگر بانجھ عورت کے بیضہ یعنی جرثومہ میں نقص ہے تو وہ کسی دوسری بیوی کا لے کر یہی طریق کار استعمال کر کے بانجھ عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے۔ اسلامی شریعت اس حوالے سے کیا کہتی ہے؟

جدہ فقہ اکیڈمی میں تو علماء کرام نے اس صورت کو بھی حرام قرار دیا ہے[24]، جب کہ اسلامک فقہ کیڈمی مکہ المکرمۃ کے ساتویں اجلاس میں اس صورت کو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی تھی لیکن آٹھویں اجلاس میں اس سے رجوع کر لیا گیا، اور دلیل یہ دی گئی کہ اس صورت میں ماں کی طرف سے اختلاط نسب کا شبہ ہے [25]

جب کہ کچھ علماء کرام جن میں شیخ بدر المتولی عبد الباسط اور شیخ علی طنطاوی شامل ہیں نے اس ضمن میں کوئی بھی رائے دینے سے توقف فرمایا۔[26]

---

[20] مترجم: ندوی، محمد فہیم اختر، **انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے**، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۲، ص: ۱۰۱۔

[21] **قرارات المجمع الفقھی الاسلامی بمکۃ المکرمۃ التابع لرابطۃ الاسلامی**، طبع رابطۃ الاسلامی، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۸ھ، ص:۱۵۶

[22] **الجنۃ الطبیۃ الفقھیۃ الدائمۃ فی الاردن**، ص:۱۱۹

[23] د. ھند الخولی، **تاجیر الارحام فی الفقہ الاسلامی**، ص:۲۸۴

[24] انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، ص:۱۰۲

[25] الاحکام الطبیۃ المتعلقۃ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص:۱۰۲

[26] ایضاً

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

البتہ برصغیر پاک وہند کے بیشتر علماء کرام اس صورت کے جواز کے قائل ہیں۔

مولانا عبد الرحمن کیلانی کے مطابق:

> ایک مرد کی دو یا دو سے زائد بیویاں ہیں۔ جن میں سے کوئی ایک بانجھ ہے۔اس بانجھ عورت کا بیضہ حاصل کر کے ٹیسٹ ٹیوب میں مرد کا نطفہ شامل کر کے کسی تندرست بیوی کے رحم میں یہ رکھا جائے اس طریق کار میں کچھ قباحت نہیں۔ اس کا نسب تو بہرحال باپ سے ہی چلے گا۔ [27]

مولانا برھان الدین سنبھلی نے اس ضمن میں یہ رائے پیش کی:

> بیضہ جس عورت سے لیا گیا اگر وہ بھی بیوی ہو اس مرد کی، جس کے نطفہ سے مخلوط کیا گیا ہے اور پھر یہ مرکب جس عورت کے جسم میں داخل کیا گیا ہے وہ بھی اس مرد کی بیوی ہو تو جواز کا امکان ہے، ورنہ نہیں۔[28]

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے بھی اس صورت کے جواز کی رائے اختیار کی ہے، کہتے ہیں:

> شوہر اور اسکی بیوی کا مادہ حاصل کیا جائے اور اس کے آمیزے کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے اسلیے کہ اس کی پہلی بیوی زچگی کی متحمل نہ ہو یا طبی اسباب کی بناء پر تولید کی اہل نہ ہو۔[29]

بہر حال یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی اگر کوئی جائز صورت بن سکتی ہے تو وہ یہ ہی ہے اس کے علاوہ شرعی اعتبار سے اس میں بے انتہا مفاسد پائے جاتے ہیں، مولانا عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

> اگر کوئی عورت اپنا رحم عاریۃ یا معاوضۃ دینے پر آمادہ ہو جائے۔ تو تخم ریزی اور خواہشات کی تکمیل کی بیسیوں شکلیں نکل آتی ہیں۔ جو سب حرام ہیں۔ اگر اس قسم کی حرام کاری کی ایک دفعہ راہ کھل گئی تو یہ اتھاہ گہرائیوں تک پہنچ کر ہی دم لے گی۔ جس کی تباہ کاریوں اور ہولناک نتائج کا ہم سرِ دست تصور بھی نہیں کر سکتے، رہی جائز صورتیں تو ان کا استعمال بھی صرف مجبوری کی صورتوں میں اور نہایت محتاط طریقہ سے ہونا چاہیے۔ ورنہ جائز صورتوں کے آزادانہ استعمال سے بھی یہ خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ ناجائز صورتوں کی بھی کہیں راہ نہ کھل جائے۔[30]

رحم مستعار کی مختلف صورتوں کے احکام و مسائل

اسلامی شریعت کا قانون ہے کہ کسی بھی فاسد صورتحال کے وجود میں آنے سے قبل ہی اس کے سدباب کے لیے احکامات وحدود کا تعین کر دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ صورتحال پھر بھی وقوع پذیر ہو جائے تو اس کے نتائج سے پیدا ہونے والے آثار واحوال کے لیے بھی احکامات کی تشکیل ضروری ہے، مثلاً شریعت اسلامیہ میں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور زانی کی سزا بھی مقرر کی گئی ہے لیکن اگر زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچے کے نسب، وراثت اور دیگر مسائل سے متعلق تمام تر فیصلے بھی اسلامی قانون میں ملتے ہیں۔

اسی پر قیاس کرتے ہوئے لازم ہے کہ رحم مستعار کے نتیجہ میں جنم لینے والے احوال وآثار کا بھی اسلامی شریعت کی روشنی میں حکم دریافت کیا جائے۔

---

[27] کیلانی، عبد الرحمن، مولانا، **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ماہنامہ محدث، مدیر: عبد الرحمن مدنی، حافظ، دسمبر ۱۹۸۷ء، جلد:۱۸، شمارہ:۱۶۰، ص:۳۵

[28] سنبھلی، برہان الدین، مولانا، **موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل**، دہلی 1992ء، ص: ۱۸۱

[29] رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، **حلال وحرام**، دارالعلوم سبیل السلام، حیدر آباد، 1993ء، ص:۳۰۳

[30] کیلانی، عبد الرحمن، مولانا، **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ص:۳۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ذیل میں رحم مستعار کی مختلف صورتوں کے لحاظ سے، علماء وفقہاء کی آراء کے ذریعہ استنباط مسائل کیا جائے گا، اور چونکہ اس مصنوعی طریقہ بارآوری کو حرام ٹھہرانے کی بنیادی وجہ علماء واطباء اختلاط نسب قرار دیتے ہیں اس لیے ہر صورت میں اس کے احکامات کے حوالے سے خصوصی طور پر دیکھنا ضروری ہے۔

- **پہلی صورت:**

شوہر کا نطفہ اور اسی شوہر کی بیوی کا بیضہ کے ساتھ اس کا ملاپ کیا جائے اور اسکے بعد کسی اور عورت کے رحم میں اس جنین کو پرورش کے لیے رکھ دیا جائے۔

مستعار رحم کی یہ صورت حرام ہے اس کے دلائل پہلے گزر چکے ہیں، لیکن اس صورت کے وقوع پذیر ہونے کے بعد جن احکام کا تعین کرنا ضروری ہے وہ یہ ہیں:

- یہ ایک حرام عمل ہے اس لیے کیا اس کو کرنے والے پر حد کا نفاذ کیا جائے گا(زنا پر قیاس کرتے ہوئے) یا اس کے لیے تعزیراً کوئی سزا مقرر کی جائے گی؟
- وضع حمل کے بعد پیدا ہونے والے نومولود کا نسب کس سے چلے گا؟ صاحب نطفہ سے یا اگر وہ عورت شادی شدہ ہے تو صاحب فراش سے، یا اگر وہ عورت غیر شادی شدہ ہے تو پھر اس کے نسب کا کیا معاملہ ہو گا؟
- رحم دینے والی عورت کے نفقہ کا ذمہ دار کون ہو گا؟
- نومولود کی حقیقی ماں کون ہو گی؟ بیضہ دینے والی عورت یا جنم دینے والی عورت؟

حد یا تعزیر:

یہاں پر سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کیا رحم مستعار کا طریقہ زنا کہلائے گا؟ اس سلسلے میں ہمیں دو قسم کی آراء ملتی ہیں:

بعض علماء کرام نے اس صورت کو زنا کے موجب قرار دیا ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ:

ان إدخال ماء رجل في رحم امرأ ة ليس بينها وبين الرجل نكاح هذا العمل يعتبر زنا۔[31]

یعنی کسی مرد کا نطفہ اگر عورت کے رحم میں بغیر نکاح کے داخل کیا جائے تو اس عمل کو زنا سے ہی تعبیر کیا جائے گا۔

علماء کا ایک اور گروہ اس کو موجب فساد تو قرار دیتا ہے لیکن زنا نہیں سمجھتا۔ وہ اپنی اس رائے کی دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان دونوں یعنی حمل بالزنا اور حمل بالزرع لقیحہ میں کئی اعتبار سے فرق ہے:

ایک تو یہ کہ زنا میں اتصال جنسی لازم ہوتا ہے، جب کہ اس حالت میں جنسی تعلقات کے قیام کی صورت عمل میں نہیں آتی۔ کیونکہ یہ عمل بذریعہ جراحت کیا جاتا ہے اور بیضہ اور نطفہ کو ملا کر کسی کے رحم میں رکھا جاتا ہے اور رحم محض ایک غذا فراہم کرنے والے آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ زنا میں کسی مرد کا نطفہ اسی عورت کے بیضہ سے ملے گا اور اسی کے رحم میں پرورش پائے گا لیکن اس میں حرمت اس لیے آتی کیونکہ نکاح کی موجودگی کے بغیر یہ عمل کیا جاتا۔

اسی طرح یہ عمل زنا سے اس طرح بھی مختلف ہے کہ زنا کا مقصد ہر گز بھی افزائش نسل نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تو مقصد محض خواہش نفس کی تسکین ہے، جب کہ اس طریقہ سے جنین کی پرورش کا مقصد محض اولاد کی خواہش ہے۔

اس بناء پر اس پر زنا کی حد نہ لگے گی اور یہ عمل باوجود حرام قرار دینے اور گناہ کبیرہ ٹھہرانے کے زنا کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ لیکن اس پر تعزیراً کوئی بھی سزا لگائی جا سکتی ہے۔[32]

---

[31] حنی محمد، **عقد الاجارة بين الحظر والاباحة**، دار النهضة العربية، القاهرة، ۲۰۰۰، ص: ۲۵۹،

[32] رأفت سعید عثمان، د، **بحوث فقهية معاصره**، نشر فی شبكة الانترنيت. ص:۱۳؛ علی احمد السالوس، د۔ **قضايا فقهية معاصرة**، ۸۲۰/۲، بحوالہ۔**استئجار الارحام والآثار المترتبة عليه**، مجلة ابحاث كليه التربية الاساسية، جامعة الموصل۔

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

الطاف حسین لنگڑیال اس کی وضاحت اس طرح سے کرتے ہیں:

> ہم اس امر کو رضاعت پر قیاس کرتے ہیں، رضاعت میں خاتون دودھ پلا کر اس کے جسم کی نشو ونما تو کر سکتی ہے لیکن اس کو وراثتی خصوصیات منتقل نہ کر سکتی ہے، اسی طرح ام بدیلہ بھی اس کو رحم میں رکھ کر انکوبیٹر کا کردار ادا کر سکتی ہے اور اس کو اپنے خون سے غذا فراہم کر سکتی ہے لیکن اس کو کسی قسم کا وراثتی مواد منتقل نہ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو زنا پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔[33]

عبد المعطی بیومی اور ان کی فکر سے تعلق رکھنے والے بعض معاصر اہل علم بھی اسی رائے کے حامل نظر آتے ہیں لیکن چونکہ وہ surrogacy کے جواز کے بھی کسی حد تک قائل ہیں اس لیے ان کے خیال میں، تاجیر الارحام کے ضمن میں کیا جانے والا عقد تو معاہدہ نکاح سے مشابہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ عقد بلاشبہ ایجاب و قبول، گواہان کی موجودگی او راجرت اور منفعت پر مشتمل ہے، جبکہ زنا تو ایک ایسا گناہ ہے جو کہ خلوت میں سب سے چھپ کر حدود اللہ کو توڑتے ہوئے کیا جاتا ہے۔[34]

یہاں پر یہ نکتہ سمجھنے کے قابل ہے کہ یہاں پر اختلاف اس بات پر ہے کہ آیا اس عمل کو موجب زنا قرار دیتے ہوئے اس پر حد لگائی جائے گی یا تعزیر کا تعین کیا جائے گا، اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ انجام کے اعتبار سے یہ عمل بہر حال حرام ہی ہے اور یہ شبہ زنا کی ایک صورت بنتا ہے، اس لیے اسے شرعاً زنا تصور نہ کیا جائے گا اور اس پر حد کا فیصلہ نہیں لگایا جائے گا لیکن اس کے بہت سے دیگر مفاسد جو کہ کئی اعتبار سے عمل زنا سے بھی زیادہ قبیح محسوس ہوتے اس پر تعزیر کا حکم لگانے کے حوالے سے عمل کیا جاسکتا ہے۔

مولود کا نسب:

اس طریقہ کے تحت پیدا ہونے والے نو مولود کو نسباً کس سے منسوب کیا جائے گا، اس حوالے سے علماء کرام کے مابین اختلاف رائے ہوا ہے۔

گروہ اول: کے مطابق اس نو مولود کا نسب صاحب نطفہ اور بیضہ والی بیوی سے ہی جوڑا جائے گا، اس لیے کہ وہ بچہ جنیاتی اعتبار سے ان کا وارث ہوتا ہے۔ جبکہ جوام بدیلہ ہوتی ہے اس کی حیثیت محض اتنی ہوتی ہے کہ وہ ان کے جنین کو خون اور غذا مہیا کرے اور اسکی پرورش کر کے ان کے حوالے کر دے۔ اس بنیاد پر اس کو رضاعت سے کچھ اوپر کے حقوق تو دیئے جاسکتے ہیں لیکن اصلاً وہ بچہ صاحب نطفہ کا ہی ہو گا۔

الدکتور ھاشم جمیل اس ضمن میں اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

> بان الجنين بعد زرعه لن يستفيد من المستأجرة غير الغذاء ، والرحم لاينقل أي صفة و ا رثية، ولا يعمل إلا كحضانة للجنين تحميه وتمده بما يلزم نموه [35]

یعنی جنین بننے کے بعد وہ مستاجرہ سے سوائے غذا کے اور کچھ نہیں لے رہا، اور رحم کے اندر وراثت کی منتقلی کی صفت نہیں پائی جاتی، اور اس کا کام اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ مانند حضانت اسکو اٹھاتا ہے اور اس کی نشو ونما کرتا ہے۔

ڈاکٹر الطاف حسین لنگڑیال اس رائے کو اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

> وہ خاتون جس کا رحم برائے حمل استعمال ہوا ہے جبکہ بیضہ اس کا نہ تھا بلکہ باہر سے بیضہ اور منی دونوں سے فرٹیلائز کر کے اس کے رحم میں ڈالے گئے تو اس رحم والی کے خاوند کی نسبت بھی اس بچے کی طرف درست نہ ہے کیونکہ اس نے اس خاتون کے خاوند سے کچھ بھی

---

[33] الطاف حسین لنگڑیال،؛عہد جدید میں کرایہ کی ماں سے متعلقہ مسائل شریعت اسلامیہ کے تناظر میں، ص:289

[34] تفصیل سے پڑھنے کے لیے دیکھیں: د۔ عبد المعطی بیومی، بحوالہ تاجیر الارحام، عبد القادر ابی العلا، بلاسنۃ طبع، ص:۳۰تا۴۰؛ عباس زیاد کامل السعدي، **مدی مشروعیة عقد استئجار الرحم وآثاره**، **مجلة کلیة المأمون** مجلد:۲۲، ۲۰۱۳، ص:۱۶۱

[35] بحوالہ۔**استئجار الارحام والآثار المترتبة علیه**، ص:۲۴۸

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

جینیٹک فنگر پرنٹ حاصل نہ کیا ہے۔ اس لیے اس کا نہ تو اس سے نسب ثابت ہو گا اور نہ ہی صرف نسب سے ثابت ہونے والا کوئی اور حکم ثابت ہو گا۔[36]

دوسرا گروہ : 1۔ان کی رائے یہ ہے کہ اگر تو وہ عورت جس کا رحم مستعار لیا گیا ہے وہ شوہر والی ہے تو اس نومولود کا نسب اس کے اصلی شوہر (صاحب فراش) سے قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ حدیث ہے کہ: الولد للفراش وللعاهر الحجر یعنی بچہ تو اسکا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔[37]

المنظمة الاسلامیہ للعلوم الطبیعۃ میں بھی اسی رائے کا اظہار کیا گیا ہے:

اذا كانت التى حملت اللقيحة امراة اجنبية عن صاحب الحيوان المنوى ان كانت ذات زوج ، فان المولود ينسسب للزوجها ، لانه صاحب الفراش ، ولہ ان ينفيه عنه باللعان كما تقدم[38]

مولانا عبدالرحمن کیلانی نے اپنے ایک مضمون میں بہت صراحت اور دلالت سے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے، ان کے دلائل کو نقل کرنے سے اس مسئلہ کو سمجھنا آسان ہو جائے گا، لکھتے ہیں:

اب اس صورت حال پر شرعی احکام کے اطلاق کو سمجھنے کی سہولت کے مد نظر ہم ذیل میں ایک مثال یا خاکہ پیش کرتے ہیں فرض کیجئے کہ زید اور اس کی بیوی جمیلہ۔ ہندہ نامی ایک عورت کا رحم معاوضۃ لے رہے ہیں۔ ہندہ کے خاوند کا نام عمر ہے اور اس طریق کار کی بدولت ہندہ کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام بکر ہے اب شرعی نقطہ نظر سے صورت مسئلہ یہ ہو گی کہ:

1۔ قرآن کریم کی رُو سے بکر ہندہ کا بیٹا ہے، جس نے اسے رحم میں اُٹھائے رکھا اور جنا ہے۔

2۔ بکر کے نسب سے مشابہ دو طرح کے واقعات دورِ نبوی میں ملتے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی کہ زمعہ (ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا باپ) کی لونڈی کا بیٹا عبدالرحمن میرے نطفہ سے ہے۔ لہذا تم اس کو لے لینا۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ جب بچہ کو لینے گئے تو زمعہ کا بیٹا عبد کہنے لگا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے۔ آخر دونوں لڑتے جھگڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقدمہ سن کر فرمایا: الولد للفراش وللعاهر الحجر "بچہ تو اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا (یعنی زمعہ کا) اور زانی کے لیے پتھر ہیں"

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالرحمان (بچہ) کی شکل و صورت سے یہ معلوم ہو گیا تھا، کہ وہ عتبہ کا ہی بیٹا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، جس کی لونڈی نے اسے جنا تھا۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا مثال میں بکر (نومولود) ہندہ (جس نے اسے جنا ہے) کے خاوند عمر کا بیٹا قرار پائے گا نہ کہ زید کا (جس کا جرثومہ تھا) یا جس پر نومولود کی شکل و صورت اور عادات و اطوار کا انحصار ہو گا۔

[36] الطاف حسین لنگڑیال، ؛ **عہد جدید میں کرایہ کی ماں سے متعلقہ مسائل شریعت اسلامیہ کے تناظر میں**، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، جلد: ۱۴ دسمبر ۲۰۱۴ء، ص:۲۷۸

[37] بخاری، محمد بن اسماعیل، ***الجامع الصحیح***، کتاب المحاربین، باب للعاهر للحجر، رقم الحدیث:، ۶۴۳۲، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت۔ سن، ص:۲۴۹۹

[38] المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية، ص:١٦٨؛ الاحكام الطبية المتعلقه بالنساء فى الفقه الاسلامى، ص:۱۰۴

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اب مسئلہ متعلقہ پر نگاہ ڈالئے رحم معاوضہ پر دینے کی شکل میں اگرچہ ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ نطفہ زید کا ہے لیکن پہلی مثال کے مطابق قانونا بچہ زید کا نہیں ہو گا، بلکہ نومولود (بکر) عمر کا بیٹا ہی قرار پائے گا۔ لہذا یہ سارا سلسلہ محض تکلف اور بے فائدہ ہو گا

3۔ زید اور اس کی بیوی جمیلہ زنا کی پوری تعریف صادق نہ آنے کی بناء پر زانی اور زانیہ تو شمار نہ ہوں گے اور نہ ہی ان پر حد لگائی جائے گی۔ البتہ گنہگار ضرور ہیں۔[39]

1. لیکن ان علماء کی رائے میں ام بدیلہ اگر غیر شادی شدہ ہے تو بچے کا نسب اس سے ہی (ولدالزنا پر قیاس کرتے ہوئے) ملایا جائے گا، المنظمة العلوم الاسلامية للطبية کے مطابق:

واما اذا كانت المراة التى حملت اللقيحة غير ذات زوج، فان مولودها لاينسب الى اب، وانما ياخذ حكم ابن الزنا، وينسب الولد حينئذ الى امه ، لانه لايوجد فراش صحيح ينسب الولد اليه۔[40]

ام بدیلہ کا نفقہ دوران حمل:

ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب کی رائے کے مطابق رحم والی ام بدیلہ کا نفقہ بچے کے جنین کو فرٹیلائز کرنے والے باپ کی طرف ہے یا اس کے ولی کے ذمہ ہے۔ کیونکہ اس کے خون سے اس کا غذا حاصل کرنا تو معتبر ہے، اور یہ نفقہ حمل اور نفاس کی ساری مدت تک جاری رہے گا۔ ان کا استدلال قرآن پاک کی آیت وان كن اولات حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن فان ارضعن لكم فاتوهن اجورهن [41] سے ثابت ہوتا ہے۔

نومولود کی حقیقی و شرعی ماں کا تعین:

اس صورت میں جب کہ بیضہ ایک عورت کا ہو اور رحم کسی دوسری عورت کا تو اس ذریعے سے پیدا ہونے والے بچے کی حقیقی و شرعی ماں کون ہو گی؟ اس صورت میں اس بارے میں بھی شدید اختلاف کیا گیا ہے، کہ اس بچہ کی ماں کس کو قرار دیا جائے ، آیا اس عورت کو جس کا "بیضة المنی" ہے ، یا اس عورت کو جس کا رحم مستعار لے کر اس میں جنین کی پرورش کی گئی۔

جس عورت کا بیضة المنی لیا گیا، اس بچہ کا اس کا جز ہونا، اور عربی زبان میں ماں کو ام بمعنی جڑ سے تعبیر کرنا، دونوں اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ ماں وہی عورت ہے جس کے بیضة المنی سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔

جبکہ قرآن کریم کی ان آیات: والله أخرجكم من بطون أمهاتكم لاتعلمون شيئاً ۔[42]

ترجمہ: اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے ۔

ان امهاتهم الا اللائى ولدنهم۔[43] ترجمہ: ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے۔

اور حملته امه كرها ووضعته كرها۔[44]

---

[39] کیلانی، عبدالرحمن، مولانا، **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ص:۳۵

[40] المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية، ص:168؛ الاحكام الطبية المتعلقه بالنساء فى الفقه الاسلامى، ص:۱۰۴

[41] الطاف حسین لنگڑیال، **عہد جدید میں کرایہ کی ماں سے متعلقہ مسائل شریعت اسلامیہ کے تناظر میں**، ص:۲۸۶، **عقد الاجارة بين الحظر والاباحة**، ص:۲۲۸

[42] النحل:۷۸

[43] المجادلہ:۲

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ترجمہ:اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا ، اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا ۔

سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں وہ عورت ہے جس کے رحم میں اس بچہ نے پرورش پائی، اور جس سے اس کی ولادت ہوئی ۔

محققین اور اہل علم افراد کے ان دونوں گروہوں کے دلائل کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

پہلا فریق: نومولود کو وضع حمل کی مشکل برداشت کرنے والی ماں سے منسوب کرنا:

پہلے گروہ کی رائے یہ ہے کہ جو ماں وضع حمل کی تکلیف برداشت کرے گی اصلاً بچہ اسی کا ہو گا۔اس ضمن میں وہ یہ دلائل دیتے ہیں:

1. ان امهاتهم الااللائی ولدنهم

ترجمہ: کہہ دو کہ بے شک انکی مائیں وہ ہیں جن نے انہیں جنم دیا ہے

وجہ دلیل: یہاں پر اللہ تعالی نے ولادت کے بغیر ماں بننے کی نفی کلمہ حصر سے کر دی ہے اس اعتبار سے یہ آیت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے۔[45]

2. والوالدات يرضعن اولادهن حولين كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة۔[46]

وجہ دلیل: علامہ یوسف القرضاوی اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الله تبارک تعالیٰ نسب المولود للوالدات بقوله(اولادهن) واعطى الوالدات حق ارضاع من ولدن ، ثم ان الله تبار ک وتعالیٰ اطلق على الام اسم الوالدة، وليس حاضنة بقوله(لا تضار والدة بولدها) ، والوالدة اسم فاعل بمعنى: التى تلد، فمن تلد هيى التى منع الله ان يضارها احد بمولودها، اما صاحبة البيضة فانها لم تلد، وبالتالى لو تسمى والدة، فهى اذن ليست اما نسبية للمولود۔ [47]

یعنی اللہ تعالیٰ مولود کو "اولادھن" کہہ کر ان کی ماؤں کی طرف منسوب کیا، اور ماؤں کو دودھ پلانے کا حق اس لیے عطا کیا گیا کیونکہ وہ بچہ ان کی اولاد ہے، پھر اللہ تعالی نے ماں کے لیے محض والدہ کا اسم استعمال کیا نہ کہ حاضنۃ کا، اور اللہ تعالی کے قول لا تضار والدة بولدها میں کلمہ والدہ اسم فاعل ہے جو کہ فعل ولادۃ سے نکلا ہے، جب کہ صاحبہ بیضۃ چونکہ اس بچہ کو جنم نہیں دیتی اس لیے وہ اس کی نسبی ماں نہیں کہلائے گی۔

3. ووصينا الإنسان بوالديه إحسانا حملته أمه كرها ووضعته كرها [48]

4. ووصينا ألإنسان بوالديه حملته أمه وهنا على وهن [49]

وجہ دلیل: ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مادریت کے لیے کرہ یعنی مشقت کا ہونا لازمی ہے جبکہ یہ صفت بیضہ والی کو حاصل نہیں ہے، بلکہ رحم والی اس کی حامل ہوتی ہے۔[50]

---

[44] الاحقاف:۱۵

[45] الاحكام الطبية المتعلقه بالنساء فى الفقه الاسلامى، ص:۱۰۴؛ القرطبی: **الجامع لاحکام القرآن**، بذیل آیت: المجادلہ:2، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء

[46] البقرۃ:۲۳۳

[47] فتاوی معاصرۃ، ص:۱۶۱

[48] الاحقاف:۱۵

[49] لقمان:۱۴

[50] الاحكام الطبية المتعلقه بالنساء فى الفقه الاسلامى، ص:۱۰۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

مولاناعبدالرحمن کیلانی بھی اسی رائے کے حامل ہیں۔[51]

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، یوپی، انڈیا کا بھی یہی فتوی ہے کہ بچے کا نسب اس خاتون سے ثابت ہو گا جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا ہے اور جس نے حمل و وضع حمل کی مشقت برداشت کی۔[52]

فریق دوم: نسب کا تعلق ام البیضہ سے ہو گا۔

ينسب المولود إلى صاحبة البيضة أما المر أ ة المستأجرة التي حملته وولدته فهي مثل الأم الرضاعية ۰ لايثبت لها النسب بل يثبت لها حكم الرضاع۔[53]

یعنی مولود کو صاحبہ بیضۃ کی طرف منسوب کیا جائے گا اور اپنے رحم کو اس مقصد کے لیے پیش کرنے والی عورت جو کہ اس کا حمل اٹھاتی ہے اور اسکو جنم دیتی ہے اس کو رضاعی ماں سے تشبیہ دی جائے گی، اس سے نسب تو ثابت نہیں ہو گا بلکہ اس پر رضاعت کا حکم لگایا جائے گا۔

اس فریق کا طرز استدلال یہ ہے بچے کے اپنی ماں سے دو طرح کے تعلق ہوتے ہیں پہلا تعلق تکوین ووراثت کا جس کی اصل بیضہ ہے اور دوسرا اولادۃ اور حضانت کا تعلق جس کی اصل رحم ہے۔

ان آیات میں جنم دینے سے مراد بچے کو جنم دینا نہیں بلکہ بیضہ کو جنم دینا ہے کیونکہ وہ مصدر اصلی ہے تو اس صورت میں مبیضہ سے بیضہ کے پیدا ہونے سے اس کو ماں کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

اگر مستقبل میں کبھی مصنوعی رحم تیار کر لیا جائے، یا طب اتنی ترقی کر جائے کہ انسانی جنین کو کسی جانور کے رحم میں نمو دی جائے تو کیا اس صورت میں وہ بچہ اس مصنوعی رحم یا جانور کی طرف منسوب کیا جائے گا؟[54]

- **دوسری صورت:**

ایک اور صورت جس کو علماء کرام کا ایک گروہ جائز قرار دیتا ہے یعنی اگر شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضۃ لے کر اس تلقیح کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھ دیا جائے تو اس ضمن میں احکامات کی نوعیت بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل نکات کے تحت تعلیمات شریعہ کو دیکھا جائے گا؟

- مولود کا نسب
- اجازت کی نوعیت

جہاں تک نومولود کے نسب کا اس کے باپ کی طرف سے تعلق ہے تمام فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صاحب نطفہ ہی اس کا باپ ہو گا کیونکہ صاحبہ بیضہ اور صاحبہ رحم دونوں اس کی بیویاں ہیں[55]

---

[51] کیلانی، عبدالرحمن، مولانا، **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ص:۳۵

[52] محمد اسد اللہ، **مصنوعی بارآوری۔ صورتیں اور احکام**، ماہنامہ دارالعلوم، مدیر: حبیب الرحمن، مولانا، اپریل:۲۰۱۳ء، جلد:۹۷، شمارہ:۴، ص:۲۹؛ **قرارات المجمع الفقھی الاسلامی بمکۃ المکرمۃ**، ص:۱۵۶؛المنظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ، ص:۱٦۸؛الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص:۱۰۳ ؛د۔ھند الخولی, **تاجیر الارحام فی الفقہ الاسلامی**، ص:۲۹۴

[53] د۔کریمۃ عبود جبر ,**استئجار الارحام والآثار المترتبة عليه**،مجلة ابحاث كليه التربية الاساسية، جامعة الموصل، مجلد:۹،عدد:۳،۲۰۱۰، ص: ۲۵۷

[54] ایضاً

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

البتہ اس بچے کی حقیقی ماں کون ہو گی اس سلسلہ میں فقہاء میں وہی اختلاف وقوع پذیر ہوتا ہے جو گزر چکا ہے۔

لیکن اس سلسلہ میں ایک اور بات کو ذہن میں رکھنا نہایت ضروری ہے کہ فقہاء کرام جانب سے دی گئی اس صورت کی اجازت قطعاً عام نہیں ہو گی کیونکہ یہ فقہی قاعدہ ہے کہ الضرورات تبیع المحظورات یعنی ضرورتیں ممنوع چیزوں کو جائز کر دیتی ہیں۔ شافعی فقہاء نے اس قاعدہ میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:بشرط عدم نقصانها عنها یعنی ضرورت کی حالت میں ناجائز چیز جائز ہو جاتی ہے بشرط کہ وہ ضرورت درجہ اور اہمیت میں ان ناجائز چیزوں سے کم نہ ہو بلکہ بڑھ کر ہو۔[56]

تو اس بناء پر اگر ایسی کوئی صورت جائز قرار دی بھی گئی ہے تو وہ محض اضطراری کیفیت کے بموجب ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے اس لیے اس کو عام حکم کے تحت نہیں لیا جائے گا۔

- **تیسری صورت:**

یہ وہ صورت ہو جاتی ہے جس میں تینوں نفوس یعنی صاحب نطفہ، صاحبہ بیضہ، اور صاحبہ رحم کا آپس میں کوئی تعلق نہ ہو، یہ رحم مستعار کی سب سے قبیح صورت قرار دی جاسکتی ہے اور اس کی تین حالتیں ہوں گی۔

- پہلی حالت وہ جس میں بیوی کا بیضہ لیا جاتا ہے اور کسی اور مرد کے نطفہ کے ساتھ ملا کر اس کو کسی اور عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے گا۔(اور جب بچہ کی پیدائش ہوتی ہے وہ بیضہ والی عورت اور اس کا شوہر اس کے والدین قرار پاتے ہیں۔)
- دوسری حالت وہ جس میں بے اولاد جوڑے کے لیے کسی اور عورت کا بیضہ لے کر، کسی دوسرے مرد کے نطفہ سے اس کی تلقیح کی جاتی ہے اور پھر بیوی کے رحم میں اس جنین کو پرورش کے لیے رکھ دیا جاتا ہے۔
- اس حالت میں اولاد کے خواہشمند افراد میں سے شوہر کا نطفہ لیا جاتا ہے اور بیضہ بھی کسی اور عورت کا ہوتا ہے اور رحم بھی۔

ان تینوں حالتوں میں اختلاط نسب کے انتہائی قوی امکان ہیں، اس لیے فقہاء کی آراء کے مطابق وہ عورت جس کا رحم مستعار لیا جاتا ہے اور مولود کو جنم دیتی ہے اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس بچہ کا والد اس کے صاحب فراش کو قرار دیا جائے گا۔ یہاں تک ان کو اس کے خلاف کوئی دلیل قطعی نہ مل جائے۔

اسی طرح اگر وہ عورت جو اپنا رحم کی خدمات کو پیش کرتی ہے اگر صاحبہ زوج نہیں ہے تو اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے ولے مولود پر ابن الزنا کا حکم ہی لگایا جائے گا۔ اور صاحب نطفہ کے ساتھ اس بچہ کے منسوب کرنے کی کوئی گنجائش نہیں[57]

نتیجہ بحث:

اس میں کوئی شک نہیں کہ رحم مستعار کا استعمال کرنا موجب مفاسد شرعیہ، مفاسد معاشرہ اور مفاسد صحت ہے۔ ماں کے ساتھ بچے کا تعلق بیضہ اور رحم دونوں کی بنیاد پر مکمل ہوتا لیکن جب رحم اور بیضہ الگ الگ ہوں تو ماں کا تعلق آدھا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بالکل فطری اصولوں کے خلاف ہے اس لیے اس کے نتیجہ میں اخلاقی و معاشرتی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ دوسری طرف جو خواتین اپنے رحم کو ہمدردی کی بجائے اجرت پر پیش کرتی ہیں اس کے نتیجہ میں ان کے پیش نظر محض مادی منفعت کا حصول ہوتا ہے جس کی بناء پر ممتا کا وہ عظیم الشان تصور جو فطرت نے ایک عورت کے لیے بنایا ہے اور جس سے لوگ واقف ہیں وہ کہیں معدوم ہو جاتا ہے۔

---

[55] الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص:۱۰۲

[56] سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن، علامہ، **الاشباہ والنظائر فی قواعد و فروع فقہ الشافعیۃ**، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء، ۱/ ۱۴۱

[57] الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص:۱۰۸

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اسی طرح سے یہ معاہدہ یا کنٹریکٹ بھی اپنی حیثیت اس وقت مستحکم نہیں رکھ پاتا جس وقت ام البدیلہ یا surrogate mother اس بنیاد پر نومولود کو دینے سے انکار کر دیتی ہے کہ اس نے چونکہ اس بچے کو اپنے بطن میں نوماہ رکھا ہے اس لیے وہ اس کی ماں کہلائے جانے کی زیادہ حقدار ہے، ایسے کئی کیسز یورپی ممالک میں تو منظر عام پر آتے رہتے ہیں، لیکن اسلامی ممالک جیسے پاکستان بھی ایسے مسائل کا سامنا کر رہا ہے۔[58]

تیسری جانب اس طریقہ کے تحت پیدا ہونے والا بچہ چاہے ثابت النسب ہو گا لیکن اس میں ہر لحظہ اختلاط نسب کا شبہ پوشیدہ رہے گا۔(جس طرح کئی کیسز میں medical neglicance کی وجہ سے جنین یا رحم میں ادل بدل کر دیا گیا[59]) اور اسی طرح متعدی جینیاتی عمل کے اعتبار سے بچہ کی عرف وعادات اور نفسیات پر بھی اثرات مرتب ہوں گے۔اسی طرح اگر اس طریقے سے کوئی جوڑا اولاد حاصل کر بھی لیتا ہے تو یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں ام البیضہ اپنے اندر اس بچہ کے لیے اتنی ہی محبت اور شفقت پائے جتنی کہ وہ ماں پائے گی جس نے اس کو مشقت پر مشقت اٹھا کر جنم دیا۔ بہر حال اس طریقہ کی عام اجازت بہت سے مفاسد و خرابیوں کی راہ ہموار ہو سکتی اس لیے اگر اگر بعض شرائط وحالات کے مطابق اس کی اجازت دی بھی جاتی ہے تو وہ قطعاً عمومیت کی حامل نہیں ہو گی بلکہ خاص حالات کے تحت ہی ہو گی اور فقہی قاعدہ درء المفاسد اولی من جلب المنافع (مفاسد کو دور کرنا حصول منفعت پر مقدم ہے) کے تحت حکمت بھی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔

علاوہ ازیں بے اولاد حضرات کی کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، معاصر فقہائے اسلام کے اجتہادی عمل کو بھی منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے، تاجیر الارحام کی بہت سی صورتوں کے حوالے سے جہاں پر اہل علم حضرات کے مباحث ملتے ہیں وہیں پر ایسے معاملات بھی موجود ہیں جن پر نئے سرے سے اجتہادی مؤقف کی وضاحت لازمی محسوس ہوتی ہے، جیسے کسی عورت کے لیے اس کی اپنی ماں کی کوکھ کو استعمال کرنا[60] یا کسی محرم رشتہ دار کو اس مقصد کے لیے تیار کرنا، یا ام البیضہ کا مصنوعی طور پر دودھ اتار کر نومولود کے ساتھ رضاعت کا رشتہ بھی قائم کرنا[61]، یہ تمام مسائل ایک واضح اور دوٹوک رائے کے بہر حال متقاضی ہیں۔

---

[58] Farooq Siddiqui and his wife Yasmin versus Farzana Naheed,PLD,2013,Lahore,254 ; see also:Sharmeen Khan, Surrogacy in Pakistan: Legal Perspectives: review P L D 2013 Lahore 254 Guardians and Wards Act, 1890 Pakistan Penal Code, 1860. http://siut.org/bioethics/Sharmeen%20article%20final.pdf

[59] Banu az-Zubair, M Kabir. "Who is a parent? Parenthood in Islamic ethics." *Journal of medical ethics* vol. 33:10 (2007): 605-9. doi:10.1136/jme.2005.015396

[60] ,**https://www.bbc.com/news/av/uk-wales-47226173/mother-acts-as-surrogate-to-carry-her-daughter-s-baby**

[61] Saari, Zilal & Yusof, Farahwahida.,Induced Lactation by Adoptive Mothers: A Case Study. Jurnal Teknologi. 68. 10. 2014, 11113/jt.v68.2894.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Bibliography:

- ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، ***السنن***،؛بیت الافکار الدولیۃ، عمان، ۱۹۹۹ء
- بخاری، محمد بن اسماعیل، ***الجامع الصحیح***، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت۔ س ن
- الترمذی، محمد بن عیسی، ***الجامع***،، بیت الافکار الدولیۃ، عمان، ۱۹۹۹ء،
- حسني محمد، **عقدالاجارةبينالحظروالاباحة**، دارالنهضةالعربية، القاهرة، ۲۰۰۰،
- رأفت سعيد عثمان، د، **بحوث فقهيةمعاصره**،نشر فيشبكةالانترنيت.
- رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، **حلال وحرام**، دارالعلوم سبیل السلام، حیدر آباد، 1993ء
- سنبھلی، برہان الدین، مولانا، **موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل**، دہلی1992،
- سیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن، علامہ، **الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعیۃ**، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء
- الطاف حسین لنگڑیال،؛ **عہد جدید میں کرایہ کی ماں سے متعلقہ مسائل شریعت اسلامیہ کے تناظر میں**، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، جلد:۱۴ دسمبر ۲۰۱۴ء
- عبد المعطی بیومی، بحوالہ تاجیر الارحام، عبد القادر ابی العلا، بلاسنۃ طبع، ص: ۳۰تا۴۰؛ عباس زياد كامل السعدي، **مدی مشروعیۃ عقد استئجار الرحم وآثارہ۔ مجلۃ کلیۃ المأمون. مجلد:۲۲،۳،۲۰۱۳،**
- کریمۃ عبود جبر، **استئجار الارحام والآثار المترتبة عليه**، مجلة ابحاث كليه التربية الاساسية، جامعة الموصل، مجلد:۹، عدد:۳،۲۰۱۰
- کیلانی، عبد الرحمن، مولانا، **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ماہنامہ محدث، مدیر: عبد الرحمن مدنی، حافظ، دسمبر ۱۹۸۷ء، جلد:۱۸، شمارہ:۱۶۰
- محمد اسد اللہ، **مصنوعی بارآوری۔ صورتیں اور احکام**، ماہنامہ دارالعلوم، مدیر: حبیب الرحمن، مولانا، اپریل:۲۰۱۳ء، جلد:۹۷، شمارہ:۴،
- محمد خالد منصور، الدکتور، **الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی**، دار لنفائس، للنشر والتوزیع، الاردن، ۱۴۶۰ھ۔۱۹۹۹ء
- محمد رضی الاسلام ندوی، ڈاکٹر، **رحم مادر کا اجرت پر حصول۔ اسلام کا نقطہ نظر**، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، مدیر: جلال الدین عمری، سید، جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۳ء، جلد :۳۲، شمارہ:۳
- محمد رضی الاسلام ندوی، ڈاکٹر، **رحم مادر کا اجرت پر حصول۔ اسلام کا نقطہ نظر**، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، مدیر: جلال الدین عمری، سید، جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۳، جلد :۳۲، شمارہ:۳،
- المنظمۃ الاسلامی للعلوم الطبیعۃ: ندوۃ الانجاب فی ضوء الاسلام، ص:۴۸۴، الکویت، ۱۹۸۳ء
- ندوی، محمد فہیم اختر، **انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے**، ایفا پبلیکشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۲،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

- هند الخولی, **تاجیر الارحام فی الفقہ الاسلامی**، مجلۃ جامعۃ دمشق للعلوم الاقتصادیۃ والقانونیۃ ، جلد: ۲۷ ، شمارہ ۳، ۲۰۱۱ء
- وھبہ الزحیلی، د،، **اصول الفقہ الاسلامی**، دارالفکر، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء
- Banu az-Zubair, M Kabir. “Who is a parent? Parenthood in Islamic ethics.” *Journal of medical ethics* vol. 33:10 (2007): doi:10.1136/jme.2005.015396
- Bentley,Gillian R. Substitute Parents, Berghahn Books,new York, 2009
- Charles P. Kindregan, Maureen McBrien, Assisted Reproductive Technology, (ABA,Publishers, USA,2006)
- E Sills, E. Scott, Handbook of Gestational Surrogacy, pg233, Cambridge university press,2016.
- Farooq Siddiqui and his wife Yasmin versus Farzana Naheed,PLD,2013,Lahore,
- Robert E. Oliphant, Nancy Ver Steegh, Family Law, Wolters Kluwer,aspean publishers,USA,2007.
- Schenker, Joseph G., Ethical Dilemmas in Assisted Reproductive Technologies, Hubert & co,Berlin, 2011.
- Sharmeen Khan, Surrogacy in Pakistan: Legal Perspectives: review P L D 2013 Lahore
- **Theresa M.Ericksong, Surrogacy and Embryo ,Sperm and egg donation: What were you thinking, (I, Universe, Ink, New York Bloomington, 2010)**
- ,**https://www.bbc.com/news/av/uk-wales-47226173/mother-acts-as-surrogate-to-carry-her-daughter-s-baby**
- http://www.merriam-webster.com/dictionary/surrogatemother
- https://legal-dictionary.thefreedictionary.com/surrogacy